وَالْمُطَلَّقٰتُ يَتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ ثَلٰثَةَ قُرُوْٓءٍ (اور طلاق شدہ عورتیں تین حیض تک اپنے آپکو انتظار میں رکھیں)

پچھلی آیتوں میں قسم سے متعلق کچھ آیتیں تھیں پھر خاص قسم جسے ایلاء کہا جاتا ہے جس میں بیوی سے دوری اختیار کی جاتی ہے۔ یوم جاہلیت میں تو لوگ کئی سال یا زندگی بھر بیوی کے قریب نہ جانے کی قسم کھاتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اسطرح کی قسم چار مہینے تک ختم کرنے کا حکم دیا۔ یا تو شوہر چار مہینے تک رجوع کرے یا طلاق دے۔ لیکن اسطرح زندگی بھر اپنی بیوی کو لٹکا کر نہیں رکھ سکتا۔ شریعت نے عورت پر ہونے والے اس ظلم کو ختم کیا۔

اگر کسی عورت کو نکاح میں رکھنا ہے تو اچھے طریقے سے رکھو۔ اسے ستانا مقصود نہ ہو۔ طلاق دینے کی کئی وجوہات ہو سکتے ہیں جیسے میاں بیوی کے مزاج بالکل الگ ہیں یا مسائل اتنے بڑھ گئے ہیں کہ ایسے ساتھ نہیں رکھ سکتے تو فوراً طلاق کا فیصلہ نہ کرے۔ النساء : 34 ← پہلے عورتوں کو نرمی سے سمجھاؤ (پھر بھی نہ مانے تو) ان سے بستر الگ کرو (صرف چار مہینے تک ہی اسکی اجازت ہے) (پھر بھی نہ مانے تو) انھیں مارو (ہلکی مار)... النساء : 35 ← (پھر بھی بات نہ بنے تو) میاں بیوی کے خاندان سے کسی حَکَمْ کو صلح کرانے کہے... یہ سب ہونے کے باوجود بھی میاں ساتھ نہیں رہنا چاہتے تو پھر طلاق دے سکتا ہے۔ طلاق کوئی اچھی چیز نہیں اسی لیے ابلیس اس کام سے بہت خوش ہوتا ہے۔

مسلم: ← رسول ﷺ نے فرمایا "بلاشبہ ابلیس اپنا تخت پانی پر رکھتا ہے اور پھر وہ اپنے لشکروں کو روانہ کرتا ہے۔ ان میں سے شیطان کا قریبی وہ ہوتا ہے جو سب سے زیادہ فتنہ باز ہو۔ اسکے چیلوں میں سے ایک آکر یہ کہتا ہے کہ میں نے ایسے ایسے کیا۔ تو ابلیس اسے جواب دیتا ہے تو نے تو کچھ بھی نہیں کیا۔ پھر ایک اور آکر کہتا ہے کہ میں نے اسے اس وقت تک نہیں چھوڑا جب تک کہ شوہر اور بیوی کے درمیان علیحدگی نہیں کروا دی۔ تو ابلیس اسے اپنے قریب بلاتا ہے اور کہتا ہے ہاں تو نے بہت اچھا کیا ہے"

یہاں اب مطلقہ عورت کے کچھ احکام بتائے گئے ہیں۔ طلاق یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے۔ شریعت نے نہ صرف عبادات میں ہماری رہنمائی کی ہے بلکہ گھریلو زندگی وہ نکاح ہو یا طلاق ہو یا اور کوئی مسئلے ہو ان کے احکام بھی ہمیں بتا دیئے ہیں۔ طلاق کوئی پسندیدہ چیز تو نہیں۔ آخری حد تک کوشش تو یہی کرنی چاہیے کہ طلاق یا خلع کی نوبت نہ آئے۔ لیکن بعض مرتبہ واقعتاً طلاق کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسلیے شریعت نے اسکی گنجائش رکھی ہے۔ کچھ مذاہب میں طلاق کی گنجائش نہیں رکھی گئی جسکی وجہ سے بعض اوقات بیوی کو قتل کرکے اسے حادثہ بتایا جاتا ہے۔ بہرحال

طلاق دو طرح کی ہوتی ہیں:

1> طلاق رَجعی (Revocable Divorce) :- ر ج ع : ← رجوع کرنا / واپس لینا / لوٹنا۔ یعنی طلاق کو واپس لینا۔
اس طلاق میں شوہر کو اختیار ہوتا ہے کہ وہ ایک مخصوص وقت (تین طلاق) کے اندر اگر چاہے تو اپنی طلاق واپس لے سکتا ہے۔

2> طلاق بائن (Irrevocable Divorce) :- جدا کرنے والی طلاق۔ یہ طلاق تیسری ہوتی ہے جس کے بعد شوہر کو رجوع کرنے کا اختیار نہیں ہوتا۔

یہاں بات طلاق رجعی کی ہے جس میں شوہر طلاق واپس لے سکتا ہے۔ تو کہا گیا جو عورتیں جنھیں رجعی طلاق دی گئی ہے وہ اپنے آپکو تین قُرُوْء (حیض / طُھر) تک روک رکھے گی۔ یعنی شادی نہیں کریگی۔

حیض کی حالت میں طلاق نہیں دی جا سکتی۔ طلاق دینے کے لیے دو شرطیں ہیں:
1> وہ پاک ہو۔ (حالت حیض یا نفاس میں طلاق نہیں ہو سکتی)
2> اس پاکی میں شوہر نے بیوی سے ہمبستری نہ کی ہو۔

اسکی حکمت علماء بتاتے ہیں کہ حیض کی حالت میں عورت چڑچڑی ہوتی ہے۔ وہ تکلیف میں ہوتی ہے۔ وہ نارمل نہیں ہوتی۔ ہو سکتا ہے شوہر اسی وجہ سے بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہو کہ بیوی نے حیض کی حالت میں اس سے بدزبانی کی ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حیض کی حالت میں شوہر بیوی سے ہمبستری نہیں کر رہا ہے جسکی وجہ سے اسکی بیوی کی طرف رغبت کم ہو۔
اگر حیض کے بعد ہمبستری کی ہے تو اسکا مطلب مسئلہ بڑا نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے کوئی وقتی مسئلہ ہے اسلیے ابھی وہ رک جائے۔ بیوی کو طلاق نہ دے۔
اگر لوگ شریعت کو صحیح سمجھکر شریعت کے مطابق ہی طلاق دینا چاہے تو 90% ہمارے معاشرے میں طلاق نہیں ہوگی۔ اسلیے لوگوں کو یہ صحیح طریقہ ہمیں بتانا ہوگا تاکہ کسی کا گھر لوٹنے سے بچ جائے۔

دو حالات ایسے ہیں جس میں شوہر طلاق دے سکتا ہے:
1> اگر طُھر میں ہمبستری نہیں کی ہے تو طلاق دے سکتا ہے۔
2> اگر عورت حاملہ ہے تو طلاق دے سکتا ہے۔

مان لیجیے! عورت کو 1 جون کو حیض آیا پھر وہ 7 جون کو حیض سے پاک ہو کر غسل کر لی تو اب اس سے ہمبستری کئے بغیر شوہر اسے پہلی ایک طلاق دے گا۔ یہ رجعی طلاق ہوگی۔ اب عورت کی عدت طلاق دیتے ہی شروع ہوگی۔ پھر 1 جولائی کو حیض آیا۔ 7 جولائی کو حیض سے فارغ ہو کر غسل کر لی۔ پھر اس میں شوہر نے ہمبستری کئے بغیر دوسری طلاق دی۔ یہ بھی رجعی طلاق ہوگی۔ پھر 1 اگست کو حیض آیا۔ 7 اگست کو حیض سے فارغ ہو کر غسل کرکے پاک ہوگی۔ پھر شوہر نے تیسری طلاق دے دی۔ یہ بائن طلاق ہوگی۔ اب میاں بیوی میں جدائی ہو جائیگی۔ اب دونوں ایکدوسرے کے لیے نامحرم ہوگئے۔ شوہر کو اب رجوع کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ اگر بیوی نے کسی اور سے شادی کی ہو پھر دوسرا شوہر مر جائے یا دونوں میں ان بن ہونے کی وجہ سے طلاق ہوگئی ہو تو پہلا شوہر اگر چاہے تو اس پہلی بیوی سے شادی کر سکتا ہے۔ حلالہ کرنا حرام ہے۔

طلاق بائن سے پہلے (عدت کے دوران) بیوی شوہر کے ہی گھر میں رہے گی۔ شوہر کے لیے زینت اختیار کریگی۔ شوہر کو منانے کی کوشش کریگی۔ اس دوران بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔ اگر اس عدت کے دوران شوہر کا انتقال ہوگیا تو بیوی کو شوہر کی جائداد میں سے حصہ بھی ملے گا۔ اور اگر بیوی انتقال ہوگئی عدت کے دوران تو شوہر کو بیوی کی جائداد میں سے حصہ ملے گا۔ تین حیض تک عدت ہے۔ جیسے ہی تیسرا حیض ختم ہوگیا، طلاق بائن دی گئی تو دونوں کا رشتہ ختم ہوگا۔ اب عورت شوہر کے گھر نہیں رہے گی اور اگر وہ چاہے تو کسی اور مرد سے شادی کر سکتی ہے۔

مطلقہ عورتوں کو تین قُرُوْء تک انتظار کرنے کہا گیا۔ قُرُوْء لفظ کے مشترک معنی ہے۔ عربی میں کچھ الفاظ کے دو معنی ہوتے ہیں۔ جیسے اشتری کا مطلب خریدنا یا بیچنا۔ اسی طرح قُرُوْء کا معنی حیض یا طُھر ہوتا ہے۔ اسی لیے فقہاء کے درمیان اس معاملے میں بہت زیادہ اختلاف پایا جاتا ہے۔ احناف اس سے حیض مراد لیتے ہیں جبکہ شوافع اور مالک طُھر مراد لیتے ہیں۔ اسی لیے شوافع اور مالکیہ تین طُھر (یعنی تین حیض کے بعد پاک ہونا) تک عدت کہتے ہیں۔ وہ تین حیض کو عدت نہیں کہتے۔ یعنی تیسرے طُھر کے بعد تیسری طلاق ہوگی جو طلاق بائن ہوگی۔ جس میں میاں بیوی ایکدوسرے پر حرام ہونگے۔ صحابہ میں بھی ایک صحابہ کا طبقہ قُرُوْء سے مراد حیض مانتا ہے اور دوسرا طبقہ طُھر مانتا ہے۔ بہرحال اگر کسی عورت کو ہر مہینے حیض نہیں آتا بلکہ ہر دو مہینے بعد آتا ہے تو اسکی عدت 6 مہینے ہوگی۔

حالات	عدت
1> جس کا دخول نہ ہوا ہو۔ (شوہر نے چھوا نہیں اور طلاق دی)	1> کوئی عدت نہیں - (الأحزاب : 49)
2> جس عورت کو ہر مہینے حیض آتا ہو۔	2> 3 قُرُوْء (3 حیض / 3 طُھر)
3> خلع والی عورت	3> 1 حیض (ترمذی) (ابو داؤد)
4> جو عورت حیض سے مایوس ہو چکی یعنی حیض آنا بند ہوگیا - (Menopause)	4> 3 مہینے (الطلاق : 4)
5> جن بچیوں کو ابھی حیض آنا شروع ہی نہ ہوا ہو۔	5> 3 مہینے (الطلاق : 4)
6> حاملہ عورت (Pregnant woman)	6> وضع حمل تک (بچہ جننے تک) [چاہے ایک دن میں جنے یا 9 مہینے میں جنے] (الطلاق : 4)
7> بیوہ عورت	7> 4 مہینے 10 دن (البقرة : 234)
8> لونڈی	8> 2 حیض

یاد رہے! مہینے اسلامی کیلنڈر کے حساب سے ہونگے۔ اب ہمیں یہاں حکمت سمجھ آرہی ہے کہ قرآن میں ان مسلوں سے پہلے چاند کے سوال کے بارے کی آیت کیوں رکھی گئی! کیونکہ ساری تاریخ (Dates) اَلْاَھِلَّةِ (چاند) پر ہے۔ اسی طرح حیض کے بارے میں بھی سوال ان آیات سے پہلے آئے۔ سبحان اللہ!

وَلَا يَحِلُّ لَهُنَّ اَنْ يَّكْتُمْنَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ فِيْٓ اَرْحَامِهِنَّ (اور انکے لیے جائز نہیں کہ اللہ نے انکے پیٹ میں جو کچھ پیدا کیا ہے اسے چھپائیں)

یعنی اگر عورت حاملہ ہے تو اسے نہ چھپائے۔ چھپانے کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ اگر شوہر کو پتہ چلے گا تو وہ بیوی کو اپنے بچے کے خاطر طلاق نہیں دے گا۔ اور عورت چاہتی ہے کہ اسے طلاق مل جائے۔ اسلیے وہ اپنا حمل چھپا سکتی ہے۔ اور تین مہینے بعد کہتی ہے کہ میری عدت ختم ہوگئی۔ حالانکہ عدت ختم نہیں ہوئی کیونکہ بچہ ابھی تک پیدا نہیں ہوا۔ اور فوراً کسی اور سے نکاح کر لیتی ہے۔ اس دوسرے شوہر کو بھی پتہ نہیں ہوتا کہ وہ پہلے شوہر سے حاملہ تھی۔ جسکی وجہ سے اس بچے کا حسب نسب بھی خلط ملط ہوگیا۔ یعنی بچہ کسی کا اور نسبت کسی اور کی طرف ہوگی۔ شریعت میں جتنے احکام نازل ہوئے وہ شریعت کے کسی پانچ مقاصد کے تحفظ کے لیے نازل ہوئے۔ جس میں ایک نسل کی حفاظت کرنا ہے۔ اگر نسل کی حفاظت نہ کی جائے تو آگے دوسرے بھی کئی مسلے پیش آئینگے جیسے بچے کا وراثت میں حصہ یا اسکے نکاح کا مسلہ آ سکتا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ کسی ایسی لڑکی سے شادی کرے جو اسکی محرم ہو
چونکہ اس معاملے میں عورت ہی کی گواہی پر اعتبار کیا جائیگا کہ اسے حیض آیا یا نہیں۔ وہ پاک ہوئی یا نہیں۔ عورت کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں یہ معلوم کرنے کا وہ سچ بتائے کیونکہ اس پر بہت سارے احکام منحصر ہیں عورت کے جھوٹ بولنے یا چھپانے سے صرف بچے کے حقوق ہی متاثر نہیں ہونگے بلکہ اگر وہ تیسرے حیض سے پہلے کسی اور مرد سے شادی کرتی ہے تو نکاح Invalid (باطل) ہوگا۔ اسی طرح اگر تیسرے حیض سے پہلے اسکے شوہر نے رجوع کیا تو دوبارہ وہ عورت اسکے نکاح میں آئیگی۔ اور اگر تیسرے حیض کے بعد شوہر نے رجوع کیا تو رجوع نہیں مانا جائیگا۔ بہت سارے احکام عدت کے شروع ہونے اور ختم ہونے سے جڑے ہیں۔ یہ بہت ہی بڑا مسلہ ہے۔ اسلیے اللہ نے فرمایا کہ عورت اسے نہ چھپائے۔ وہ صحیح صحیح بتا دے اگر وہ حاملہ ہے تو۔ کیونکہ اس بچے پر حق اس بچے کے باپ کا ہے۔

کچھ علماء نے کہا کہ حیض کو نہ چھپائے۔ ہو سکتا ہے حیض آگئے لیکن پھر بھی عورت کہے کہ ابھی تک نہیں آئے تاکہ اسے نان نفقہ ملتا رہے۔ کیونکہ عدت کے دوران نان نفقہ شوہر کے ذمہ ہوتا ہے۔ اسی طرح حیض نہ آئے ہو اور وہ کہے کہ تین حیض آگئے تھے تاکہ وہ جلد ہی کسی اور سے شادی کر سکے...

اِنْ كُنَّ يُؤْمِنَّ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ (اگر وہ اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتی ہیں [تو ایسا ہرگز نہ کریں])

چونکہ یہ بڑا سنگین معاملہ ہے۔ اسطرح چھپانے سے کئی لوگوں کے حقوق مارے جائینگے اسلیے عورت کو اللہ اور یوم آخرت سے ڈرایا گیا کہ وہ خلافِ حق کوئی بات نہ کرے۔ نہ ہی اپنی عدت کو جلد ختم کرے اور نہ ہی اسے طول دیں۔ وہ کسی کمی بیشی کے بغیر صحیح بات بتائیں۔ جہاں بھی اہم معاملہ ہوتا ہے وہاں ڈرایا جاتا ہے۔ پہلے آیت 223 میں مردوں کو عورتوں کے معاملے میں ڈرایا گیا کہ "اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ بے شک تمہیں (ایک دن) اس (اللہ) سے ملنا ہے۔" اور اب یہاں عورتوں کو ڈرایا گیا کہ "اگر تمہارا اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان پختہ ہے تو تم ایسا ہرگز نہ کروں گے!"۔

وَبُعُوْلَتُهُنَّ اَحَقُّ بِرَدِّهِنَّ فِيْ ذٰلِكَ (اور انکے شوہر زیادہ حقدار ہیں کہ انھیں اس میں لوٹالیں)

فِيْ ذٰلِكَ یعنی عدت کے درمیان میں۔
عدت کے دوران اگر شوہر رجوع کرنا چاہتا ہے تو شوہر کا حق بیوی سے زیادہ ہے کہ وہ اپنی بیوی کو اپنے نکاح میں لے لے۔ عدت کے دوران بیوی سے رجوع کرنے کیلیے شوہر کو دوبارہ نکاح کرنا نہیں پڑے گا۔ اور اس رجوع کو عورت قبول کرے یا نہ کرے، کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ ایسے ہی ہیں جیسے شوہر نے اگر طلاق دی اور بیوی کہتی ہے کہ یہ طلاق میں قبول نہیں کرتی، اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ طلاق میں بیوی کا قبول کرنا ضروری نہیں ہے۔ لیکن خلع میں شوہر کا قبول کرنا ضروری ہے۔ طلاق کے بعد اگر شوہر رجوع کرنا چاہتا ہے اور بیوی ماننے تیار نہ ہو تو ایسا نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ شوہر نے طلاق دیا تھا اور اب دوبارہ وہ رجوع کرنا چاہتا ہے۔ بیوی چاہے تو نئے سرے سے خلع لے۔ لیکن طلاق کے بعد رجوع کرنے کا شوہر زیادہ حقدار ہے بیوی اور بیوی کے ولی سے۔ عورت کے رشتے دار عورت پر واپس نہ جانے پر دباؤ نہ ڈالے۔ اگر شوہر اپنی بیوی کو لے جانا چاہتا ہے تو لے جانے دے۔ اپنی انا کو بیچ میں نہ لائے۔ جو بھی کچھ پہلے جھگڑے بے عزتی ہوئی اسے بھول جائے۔ بہتر تو یہی ہے کہ وہ آباد ہو جائے بنسبت اسکے کہ اسے طلاق دلوا کر گھر بیٹھا دے۔ پھر بعد میں اسے کوئی رشتہ نہ آئے۔ اور وہ ہر وقت خود بھی پریشان ہو اور گھر والے بھی پریشان رہے۔

اِنْ اَرَادُوْٓا اِصْلَاحًا (اگر وہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہو)

- اگر شوہر اچھے سے رکھنا چاہتے ہو۔ بیوی کے حقوق ادا کرنا چاہتے ہو۔ یہ نہ ہو کہ بیوی کو دوبارہ ستانا یا تکلیف دینا مقصود ہو۔ یعنی تعلق کی درستگی کا ارادہ ہو۔ یاد رہے! عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع ہے اور عدت ختم ہونے کے بعد نکاح ہے۔ عدت کے بعد رجوع نہیں ہو سکتا۔ شوہر کو نئے سرے سے نکاح کرنا ہوگا (اگر عدت تک تین طلاق نہیں ہوئی)۔ شوہر اس کی بیوی کے ولی کو پیغام بھیجے گا کہ میں دوبارہ اس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہوں۔ پھر ولی اپنی بیٹی سے پوچھے گا۔ اگر بیٹی اور ولی راضی ہے تو نئے سرے سے نکاح ہوگا۔ سارا طریقہ کار (Procedure) جو نکاح میں ہوتا ہے (ایجاب و قبول، مہر، ولیمہ، دو گواہ) وہ سب دوبارہ ہوگا۔ پھر وہ عورت اسکی دوبارہ بیوی بنے گی۔ پھر بھی آگے اگر دوبارہ طلاق ہوگئی تو پہلی طلاق بھی Consider کی جائیگی۔ یعنی اگر ایک طلاق کے بعد عدت ختم ہوگئی (3 حیض ختم ہوگئے) پھر نکاح کیا تھا تو اب اسکے پاس 3 طلاق کے اندر نہیں بلکہ 2 طلاق کے اندر تک گنجائش رہیگی۔ اور اگر تیسرا طلاق دے دیا تو رجوع کا کوئی اختیار نہیں رہے گا۔

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِيْ عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (اور دستور کے مطابق عورتوں کے لیے [مردوں پر] ویسے ہی حقوق ہیں جیسے (مردوں کے لیے) عورتوں پر ہیں)

عورتوں کے حقوق مرد ادا کرے۔ ابوداؤد : ← معاویہ قُشَیری رض نے آپ ﷺ سے پوچھا " اے اللہ کے رسول ﷺ! ہمارے اوپر ہماری بیوی کا کیا حق ہے؟" آپ ﷺ نے فرمایا " یہ کہ جب تم کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ۔ جب تم پہنو تو اسے بھی پہناؤ۔ چہرے پر نہ مارو۔ برا بھلا نہ کہو۔ اور گھر کے علاوہ اس سے جدائی اختیار نہ کرو"!۔

وَلَهُنَّ
جیسے مردوں کے حقوق ہیں ویسے ہی عورتوں کے حقوق ہیں۔ اسلام نے دونوں کو حقوق دیئے ہیں۔ جو عورت کے حقوق ہیں وہ مرد اسے دے۔ جیسے عورت کو کھلانا پلانا، اسکو گھر مہیا کرنا، اسکی ضرورت کی چیزیں دینا یہ عورت کا حق ہے اور مرد کا فرض ہے کہ وہ عورت کو یہ حقوق دے۔

عَلَيْهِنَّ
ان عورتوں پر بھی کچھ حقوق ہیں مردوں کے۔ مرد جو بھی جائز چیز کا حکم عورت کو دے، تو عورت وہ حکم مانے۔ شوہر کی اطاعت یہ سب سے بڑا حق ہے بشرطیکہ وہ معروف ہو، غلط نہ ہو۔ اگر مرد کہے مجھے سجدہ کرو یا کہے کہ تم برقعہ نہ پہنو، قبروں پر سجدہ کرو یا غیر اللہ کے نام کی نیازیں کھاؤ تو ایسے گناہوں کا حکم عورت نہیں مانے۔

وَلِلرِّجَالِ عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ (اور مردوں کے لیے ان [عورتوں] پر ایک درجہ [فضیلت] ہے۔)

حقوق تو مرد اور عورت کے ایک جیسے ہیں لیکن مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ حاصل ہے۔ جیسے نکاح اور طلاق میں مرد کا اختیار زیادہ ہے۔ مرد کو ایک درجہ عورت کے مقابلے زیادہ دیا گیا ہے کیونکہ وہ قَوَّام ہے۔ جیسے کسی بھی ادارے میں ایک حاکم ہوتا ہے اسی طرح گھر کے انتظام (Management) میں شوہر حاکم ہے۔ کسی بھی ادارے میں اگر ایک سے زیادہ حاکم ہو تو وہ ادارہ صحیح نہیں چل سکتا۔ ایک گاڑی میں دو Drivers ہو تو گاڑی صحیح نہیں چل سکتی۔
مرد کو ایک درجہ زیادہ دینے یا قوام بنانے کے وجوہات:
1> جسمانی طاقت مرد کی عورت کے مقابلے زیادہ ہوتی ہے۔
2> عقلی قوت مرد کی زیادہ ہوتی ہے کیونکہ عورت حالتِ حیض میں زیادہ تر جسمانی اور ذہنی طور پر کمزور ہو جاتی ہے۔ حیض کے دوران عورتوں میں 100 سے زیادہ Symptoms دیکھے گئے۔ عورت بہت جذباتی ہوتی ہے۔
3> مرد عورت پر خرچ کرتے ہیں۔ عورت کی کوئی ذمہ داری نہیں کہ وہ اپنے شوہر یا بچوں پر خرچ کرے۔ گھر کا خرچ چلانا مرد کی ذمہ داری ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ مرد اس ذمہ داری کو ادا نہیں کر رہا۔

ویسے حقوق اور فرائض کی برابری ہیں۔ دونوں اگر انکو پوری کرے تو خوشگواری ہوگی۔ لیکن گھر کے انتظامی ذمہ داریوں میں مرد کا درجہ زیادہ ہے۔ کیونکہ کوئی بھی تنظیم (Organization) ایک حاکم کے بغیر چل نہیں سکتی۔ چونکہ یہ ایک ذمہ داری ہے اسلیے عورت پر اسکا بوجھ نہیں ڈالا گیا۔ کیونکہ عورت پر دوسری ذمہ داریاں ہیں جیسے نسلِ انسانی کی تخلیق اور تربیت کی۔ اسلیے اسے اس انتظامی ذمہ داریوں سے آزاد کیا گیا۔ عورت کے لیے آسانی کی گئی۔ مرد پر زیادہ ذمہ داریاں ہیں۔ جب کسی کو ذمہ داریاں دی جاتی ہے تو اسے اقتدار (Authority) بھی دیا جاتا ہے۔ اس طرح یہ Authority کی طرف اشارہ ہے درجہ میں ورنہ انسانیت کے درجے میں دونوں برابر ہے۔ دونوں میں جینے کا حق، تعلیم کا حق، شادی کا حق، عبادات کا حق (نماز، روزہ، حج وغیرہ دونوں پر برابری میں فرض ہے)، آزادی کا حق (مرد اور عورت بحیثیت شہری کے رہ سکے) دونوں کے برابر حقوق ہیں۔
درجے کا مطلب یہ نہیں کہ اللہ کے ہاں مرد کا درجہ زیادہ ہوگا۔ یا انکا جنت میں درجہ زیادہ ہوگا۔ یہ درجہ ذمہ داری (Responsibility) کا درجہ ہے۔ جتنا درجہ زیادہ ہوگا، ذمہ داریاں اتنی زیادہ ہوگی۔ جسکی جتنی ذمہ داری ہے اتنا زیادہ اس پر بوجھ ہے۔
اسی درجے کی بنیاد پر طلاق کا حق عورت کے بجائے مرد کو دیا گیا ہے تاکہ گھر کے نظام کو قائم رکھا جا سکے۔

وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ (اور اللہ زبردست، خوب حکمت والا ہے)

عَزِيْزٌ
کوئی بھی شخص اپنی طاقت یا درجہ کی وجہ سے ناجائز فائدہ نہ اٹھائے کہ وہ بیوی کو کمزور سمجھکر اس پر ظلم و زیادتی کرلے۔ کہ مجھے اللہ نے جسمانی طور پر مضبوط بنایا تو میں جیسا چاہوں اپنی بیوی کے ساتھ معاملہ کروں۔ یا یہ سوچے کہ چونکہ میں کما کر دیتا ہوں اسلیے میں جو چاہے کروں۔ اسکی اجازت نہیں ہے۔ یاد رکھو! اللہ تم پر غالب ہے۔ اقتدار رکھتا ہے۔

حَكِيْمٌ
اللہ بہت ہی حکمت والا ہے۔ اس نے عورت کے مقابلے میں مرد کو جو ایک درجہ زیادہ دیا ہے اس میں بھی اسکی حکمت ہے۔ اس نے خود مرد عورت کو بنایا ہے اسلیے اسکو معلوم ہے کہ گھر کے نظام کو چلانے کے لیے کس کو کس پر درجہ دینا تھا۔

ایک صورت یہ ہو سکتی تھی کہ ایک کو اوپر درجے پر رکھتا اور دوسرے کو نیچے اور دوسری صورت ہو سکتی تھی کہ دونوں کو برابر درجے میں رکھ دیتا۔ جب دو مخالف چیزیں ایک درجے پر ہوتی ہے تو ٹکراؤ ہو جاتا۔ پھر فساد اور مخالفت ہی ہوتی ہے۔